فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانعام)

قربانی
کے احکام ومسائل

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr.Mohammad Najeeb Qasmi

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ (سورۃ الکوثر)

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (سورۃ الانعام)

قربانی
کے احکام ومسائل

ڈاکٹر مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی

Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

www.najeebqasmi.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

قربانی کے احکام ومسائل

"Qurbani Ke Ahkam wa Masail"

By Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

نام کتاب: قربانی کے احکام ومسائل

مصنف: ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

پہلا ایڈیشن: اگست ۲۰۱۷ء (الیکٹرونک نسخہ)

دوسرا ایڈیشن: جولائی ۲۰۲۰ء (الیکٹرونک نسخہ)

www.najeebqasmi.com

najeebqasmi@gmail.com

اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے فی الحال کتاب کا الیکٹرونک نسخہ شائع کیا گیا ہے۔
ان شاء اللہ جلدی ہی یہ کتاب مفت تقسیم کرنے کے لیے شائع کی جائے گی۔
اللہ تعالیٰ خدمات کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

النور ایجوکیشنل اینڈ سوشل ویلفیئر ٹرسٹ، نخاسہ، حسینی روڑ، سنبھل، یوپی، 244302

Al-Noor Educational & Social Welfare Trust

Nakhasa, Husaini Road Sambhal U.P. Pin Code: 244302

فہرست

#	عنوان	صفحہ
۱	پیش لفظ: محمد نجیب قاسمی سنبھلی	۵
۲	تقریظ: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم ۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند	۷
۳	ماہِ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ	۸
۴	عرفہ کے دن کا روزہ	۸
۵	قربانی کی حقیقت	۱۰
۶	قربانی کی اہمیت وفضیلت	۱۲
۷	قربانی واجب ہے	۱۳
۸	قربانی کس پر واجب ہے	۱۵
۹	قربانی کے جانور	۱۵
۱۰	جانور کی عمر	۱۶
۱۱	قربانی کے جانور میں شرکاء کی تعداد	۱۶
۱۲	قربانی کے ایام	۱۷
۱۳	قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے یا کٹوائے	۱۸
۱۴	قربانی کی تاریخ	۱۸
۱۵	میت کی جانب سے قربانی کا حکم	۲۰
۱۶	بعض شبہات کا ازالہ	۲۲
۱۷	گھر کے تمام افراد کا صرف ایک قربانی کرنا کافی نہیں	۲۵
۱۸	کیا قربانی کا کوئی بدل ہے؟	۲۹

۱۹	نمازِ عید پڑھنے اور قربانی کرنے کا طریقہ	۳۳
۲۰	عیدالاضحیٰ کی نماز	۳۳
۲۱	نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ	۳۴
۲۲	خطبۂ عیدالفطر	۳۴
۲۳	نمازِ عید کے بعد عید ملنا	۳۵
۲۴	عیدالاضحیٰ کی سنتیں	۳۵
۲۵	تکبیر تشریق	۳۵
۲۶	عیدالاضحیٰ کی قربانی	۳۵
۲۷	قربانی کا طریقہ	۳۷
۲۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے مختصر احوال	۳۸
۲۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی اور رسول	۴۱
۳۰	مصنف کا تعارف	۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَى النَّبِیِّ الْكَرِيْم ِوَعَلٰى آلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْن.

پیشِ لفظ

حضور اکرم ﷺ نہ صرف خاتم النبیین ہیں بلکہ آپ ﷺ کی رسالت عالمی بھی ہے، یعنی آپ ﷺ صرف قبیلہ قریش یا عربوں کے لئے نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے لئے، اسی طرح صرف اُس زمانہ کے لئے نہیں جس میں آپ ﷺ پیدا ہوئے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں امت مسلمہ خاص کر علماء دین کی ذمہ داری ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد دین اسلام کی حفاظت کرکے قرآن وحدیث کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچائیں۔ چنانچہ علماء کرام نے اپنے اپنے زمانہ میں رائج جائز طریقوں سے اس اہم ذمہ داری کو بحسن خوبی انجام دیا۔ علماء کرام کی قرآن وحدیث کی بے لوث خدمات کو بھلایا نہیں کیا جاسکتا ہے اور انشاء اللہ ان علمی خدمات سے کل قیامت تک استفادہ کیا جاتا رہے گا۔ عصر حاضر میں نئی ٹکنولوجی (ویب سائٹ، واٹس اپ، موبائل ایپ، فیس بک اور یوٹوب وغیرہ) کو دین اسلام کی خدمت کے لئے علماء کرام نے استعمال کرنا شروع تو کردیا ہے مگر اس میں مزید اور تیزی سے کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

الحمد للہ، بعض احباب کی ٹیکنیکل سپورٹ اور بعض محسنین کے مالی تعاون سے ہم نے بھی دین اسلام کے خدمت کے لئے نئی ٹکنولوجی کے میدان میں گھوڑے دوڑا دئے ہیں تاکہ اس خلا کو ایسی طاقتیں پُر نہ کردیں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہوں۔ چنانچہ ۲۰۱۳ میں ویب سائٹ لانچ کی گئی، ۲۰۱۵ میں تین زبانوں میں دنیا کی پہلی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) اور پھر احباب کے تقاضہ پر حجاج کرام کے لئے تین زبانوں میں خصوصی ایپ (Hajj-e-Mabroor) لانچ کی گئی۔ ہندوپاک کے متعدد علماء کرام واداروں نے دونوں ایپس کے لئے تایدی خطوط تحریر فرماکر عوام وخواص سے دونوں ایپس سے استفادہ کرنے کی درخواست کی۔ یہ تایدی خطوط دونوں ایپس کا حصہ ہیں۔ زمانہ کی رفتار سے چلتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں مختصر دینی پیغام خوبصورت امیج کی شکل میں مختلف ذرائع سے ہزاروں احباب کو پہنچ رہے ہیں، جو عوام وخواص میں کافی مقبولیت حاصل کئے ہوئے ہیں۔

ان دونوں ایپس (دین اسلام اور حج مبرور) کو تین زبانوں میں لانچ کرنے کے ضمن میں میرے تقریباً ۲۰۰ مضامین کا انگریزی اور ہندی میں مستند ترجمہ کروایا گیا۔ ترجمہ کے ساتھ زبان کے ماہرین سے ایڈیٹنگ بھی کرائی گئی۔ ہندی کے ترجمہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا کہ ترجمہ آسان وعام فہم زبان میں ہو تاکہ ہر عام وخاص کے لئے استفادہ کرنا آسان ہو۔

اللہ کے فضل وکرم اور اس کی توفیق سے اب تمام مضامین کے انگریزی اور ہندی ترجمہ کو موضوعات کے اعتبار سے کتابی شکل میں ترتیب دے دیا گیا ہے تاکہ استفادہ عام کیا جاسکے، جس کے ذریعہ ۱۴ کتابیں انگریزی میں اور ۱۴ کتابیں ہندی میں تیار ہوگئی ہیں۔ اردو میں شائع شدہ ۷ کتابوں کے علاوہ ۱۰ مزید کتابیں طباعت کے لئے تیار کردی گئی ہیں۔

اس کتاب (قربانی کے احکام ومسائل) میں قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر کردہ متعدد مضامین (ذی الحجہ کا پہلا عشرہ اور قربانی کے احکام ومسائل، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے مختصر احوال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک برگزیدہ رسول) کتابی شکل میں ترتیب دے دئے گئے ہیں تاکہ استفادہ عام ہوسکے۔ جمہور علماء کی قربانی کے وجوب کی رائے کو قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ ان ساری خدمات کو قبولیت ومقبولیت سے نواز کر مجھے، ایپس کی تایید میں خطوط تحریر کرنے والے علماء کرام، ٹیکنیکل سپورٹ کرنے والے احباب، مالی تعاون پیش کرنے والے محسنین، مترجمین، ایڈیٹنگ کرنے والے حضرات، ڈیزائنر اور کسی بھی نوعیت سے تعاون پیش کرنے والے حضرات کو دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ آخر میں دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم کا خصوصی شکر گزار ہوں کہ حضرت نے اپنی مصروفیات کے باوجود اپنی تقریظ تحریر فرمائی۔

محمد نجیب قاسمی سنبھلی (ریاض) ۲۲/ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ = ۱۴/اگست ۲۰۱۷ء

تقریظ:

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی دامت برکاتہم ۔۔۔ مہتمم دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

جناب مولانا محمد نجیب قاسمی سنبھلی مقیم ریاض (سعودی عرب) نے دینی معلومات اور شرعی احکام کو زیادہ سے زیادہ اہل ایمان تک پہونچانے کے لئے جدید وسائل کا استعمال شروع کرکے، دینی کام کرنے والوں کے لیے ایک اچھی مثال قائم فرمائی ہے۔

چنانچہ سعودی عرب سے شایع ہونے والے اردو اخبار (اردو نیوز) کے دینی کالم (روشنی) میں مختلف عنوانات پر ان کے مضامین مسلسل شایع ہوتے رہتے ہیں۔ اور موبائل ایپ اور ویب سائٹ کے ذریعہ بھی وہ اپنا دینی پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہونچا رہے ہیں۔ ایک اچھا کام یہ ہوا ہے کہ زمانہ کی ضرورت کے تحت مولانا نے اپنے اہم اور منتخب مضامین کے ہندی اور انگریزی میں ترجمے کرادیئے ہیں، جو الیکٹرونک بک کی شکل میں جلد ہی لانچ ہونے والے ہیں۔

اور امید ہے کہ مستقبل میں یہ پرنٹ بک کی شکل میں بھی دستیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ مولانا قاسمی کے علوم میں برکت عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ مزید علمی افادات کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

ماہِ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۃ الفجر آیت نمبر۲) میں ذی الحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے (وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ) جس سے معلوم ہوا کہ ماہ ذی الحجہ کا ابتدائی عشرہ اسلام میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ حج کا اہم رکن: وقوف عرفہ اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کو حاصل کرنے کا دن ہے۔ غرض رمضان کے بعد ان ایام میں اخروی کامیابی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ لہذا ان میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کا ذکر کریں، روزہ رکھیں، قربانی کریں۔ احادیث میں ان ایام میں عبادت کرنے کے خصوصی فضائل وارد ہوئے ہیں جن میں سے چند احادیث ذکر کررہا ہوں:

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (صحیح بخاری)

☆ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں، لہذا تم ان دنوں میں تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی) ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، تکبیر تشریق کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاللّٰهُ اَكْبَر. اللّٰهُ اَكْبَر. وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

عرفہ کے دن کا روزہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ (صحیح مسلم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن کا ایک روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے

گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔لہذا ہمیں ۹ ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوپاک کے لوگ اپنے علاقہ کے اعتبار سے ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھیں یا سعودی عرب کے مطابق جس دن حج ہوگا اُس دن روزہ رکھیں۔ سعودی عرب اور ہندوپاک کی چاند کی تاریخ میں عموماً ایک دن کا فرق ہوتا ہے۔ پہلی بات تو عرض ہے کہ احادیث مبارکہ میں پہلی ذوالحجہ سے نویں ذوالحجہ تک روزے رکھنے کی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے اس لئے اگر دونوں دن روزہ رکھ لیا جائے تو سب سے بہتر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص صرف ایک ہی روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کے متعلق فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف ہے کہ کونسے دن رکھا جائے۔ اختلاف ہونے کی وجہ سے دونوں اقوال میں سے کسی ایک قول کو اختیار کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ یوم عرفہ کا روزہ رکھنا فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ مسنون ہے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ ہندوپاک کے لوگ اپنے علاقہ کے اعتبار سے نویں تاریخ کو روزہ رکھیں کیونکہ یوم عید الفطر، یوم عید الاضحیٰ اور یوم عاشورہ کی عبادتوں کی طرح یوم عرفہ کا روزہ بھی اپنے علاقہ کی چاند کی نویں تاریخ کو رکھا جائے، لیکن اس مسئلہ میں جھگڑنے کے بجائے وسعت سے کام لیں اور اپنی رائے کو دوسرے پر تھوپنے کی کوشش نہ کریں۔ ہاں ایک بات عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد سے مکہ مکرمہ پر کفار مکہ کا قبضہ ہونے کی وجہ سے مسلمان حج ادا ہی نہیں کرسکے تھے۔ نویں ہجری میں مسلمانوں نے پہلا حج کیا اور اُس کے اگلے سال یعنی ۱۰ ویں ہجری کو حضور اکرم ﷺ نے حج کیا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے، جس کے صرف تین ماہ بعد آپ ﷺ اس دنیا سے رخصت فرماگئے۔ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ جس میں یہ وضاحت ہو کہ یوم عرفہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت ۹ ہجری یا اُس کے بعد آئی ہے۔ نیز یوم عرفہ اور وقوف عرفہ دونوں الگ الگ ہیں۔ وقوف عرفہ کا مطلب احرام کی حالت میں عرفات کے میدان میں وقوف کرنا، یعنی وقوف عرفہ صرف

حاجی کرسکتا ہے اورعرفات کے میدان میں ہی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے دونوں دن روزہ رکھیں اور اگر ایک ہی دن رکھنا چاہتے ہیں تو جو آپ کے علماء کہیں اُس کے مطابق عمل کرلیں۔

امسال (۱۴۴۱ھ) سعودی عرب میں ۹ ویں ذی الحجہ جمعرات کو اور برصغیر میں جمعہ کو ہے۔ خلیجی ممالک کے لوگ اگر یوم عرفہ کا روزہ رکھنا چاہئیں تو امسال جمعرات (۳۰ جولائی ۲۰۲۰ء) کو رکھیں۔ ہندوپاک کے لوگ اگر جمعرات اور جمعہ دونوں دن روزہ رکھ لیں تو بہتر ہے ورنہ جمعہ (۳۱ جولائی ۲۰۲۰ء) کے دن روزہ رکھ لیں۔ متعین مسنون روزہ جمعہ کے دن تنہا بھی رکھا جاسکتا ہے۔ یعنی صرف جمعہ کے دن عام نفلی روزے رکھنے سے بچنا چاہئے لیکن عرفہ جیسا مسنون روزہ جمعہ کے دن تنہا بھی رکھا جاسکتا ہے۔

قربانی کی حقیقت: قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت کے لئے رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے۔ (سورۃ الحج ۳۴) لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اہم وعظیم قربانی کی وجہ سے قربانی کو سنت ابراہیمی کہا جاتا ہے اور اسی وقت سے اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے جو قیامت تک جاری رہے گی انشاء اللہ۔ اس قربانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی جان ومال ووقت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی تھی جس میں سے ۶۳ اونٹ کی قربانی آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی تھی اور بقیہ ۳۷ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر (یعنی ذبح) فرمائے۔ (صحیح مسلم ۔ حجۃ النبی ﷺ) یہ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد

(ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں) کا عملی اظہار ہے اور اس عمل میں اُن حضرات کا بھی جواب ہے جو مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر کہہ دیتے ہیں کہ جانوروں کی قربانی کے بجائے غریبوں کو پیسے تقسیم کردئے جائیں۔

اسلام نے جتنا غریبوں کا خیال رکھا ہے اس کی کوئی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، بلکہ انسانیت کو غریبوں اور کمزوروں کے درد کا احساس شریعت اسلامیہ نے ہی سب سے پہلے دلایا ہے۔

غرباء ومساکین کا ہر وقت خیال رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم عیدالاضحیٰ کے ایام میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اپنے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جیسا کہ ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کئے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دار قطنی، سنن کبری للبیہقی)

اِن دِنوں بعض حضرات نے باوجویکہ کہ انہوں نے قربانی کے سنت مؤکدہ اور اسلامی شعار کا موقف اختیار کیا ہے ۱۴۰۰ سال سے جاری وساری سلسلہ کے خلاف اپنے اقوال وافعال سے گویا یہ تبلیغ کرنی شروع کردی ہے کہ ایک قربانی پورے خاندان کے لئے کافی ہے اور قربانی کم سے کم کی جائے جو سراسر قرآن وحدیث کی روح کے خلاف ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ ان ایام میں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہئے۔

دیگر اعمال صالحہ کی طرح قربانی میں بھی مطلوب ومقصود رضاء الٰہی ہونی چاہئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کی رضامندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ (سورۃ الانعام ۱۶۲) نیز اللہ جلّ شانہ کا فرمان ہے: اللہ کو نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ اُن کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (سورۃ الحج ۳۷)

قربانی کی اہمیت وفضیلت:

☆ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ ﷺ قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی۔ابواب الاضاحی) غرضیکہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بھی قربانی ترک نہیں کی باوجویکہ آپ ﷺ کے گھر میں بوجہ قلت طعام کئی کئی مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔

☆ ایک مرتبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا، یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ہمیں قربانی سے کیا فائدہ ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اون کے بدلے میں کیا ملے گا؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں (بھی) نیکی ملے گی۔ (سنن ابن ماجہ۔باب ثواب الاضحیہ)

☆ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں اجروثواب کا سبب بنیں گی) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ترمذی۔باب ماجاء فی فضل الاضحیہ)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کئے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دارقطنی باب الذبائح، سنن کبری للبیہقی ج ۹ ص ۲۶۱)

قربانی واجب ہے

قربانی کوواجب یا سنت مؤکدہ قرار دینے میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے،مگر پوری امت مسلمہ متفق ہے کہ قربانی ایک اسلامی شعار ہے اور جو شخص قربانی کرسکتا ہے اس کو قربانی کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے خواہ اس کو واجب کہیں یا سنت مؤکدہ یا اسلامی شعار۔حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے باوجود یکہ آپ ﷺ کے گھر میں اشیاء خوردنی نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا۔۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں قربانی کوواجب قرار دیا ہے،حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کی ایک روایت بھی قربانی کے وجوب کی ہے۔ ہندوپاک کے جمہور علماء نے بھی وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ یہی قول احتیاط پر مبنی ہے۔علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے۔قربانی کے وجوب کے لئے متعدد دلائل میں سے چند پیش خدمت ہیں:

۱) اللہ تعالیٰ قرآن کریم (سورۃ الکوثر) میں ارشاد فرماتا ہے: فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔اس آیت میں قربانی کرنے کا امر (یعنی حکم) دیا جارہا ہے اور امر عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے جیسا کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔علامہ ابوبکر جصاصؒ (ولادت ۳۰۵ھ) اپنی کتاب (احکام القرآن) میں تحریر کرتے ہیں: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت (فَصَلِّ لِرَبِّکَ) میں جو نماز کا ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور (وَانْحَرْ) سے قربانی مراد ہے۔مفسر قرآن شیخ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں: ۱) عید کی نماز واجب ہے۔ ۲) قربانی واجب ہے۔

۲) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ بھٹکے۔(سنن ابن ماجہ۔باب الاضاحی ہی واجبہ ام لا، مسند احمد ج ۲

ص ۳۲۱، السنن الکبری ج ۹ ص ۲۶۰ کتاب الضحایا) وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ ﷺ نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور اس نوعیت کی سخت وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

۳) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہئے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ وہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔ (صحیح بخاری۔ باب من ذبح قبل الصلاۃ اعاد) حضور اکرم ﷺ نے عید الاضحیٰ کی نماز سے قبل جانور ذبح کرنے پر دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا حالانکہ اُس زمانہ میں صحابۂ کرام کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ یہ قربانی کے وجوب کی واضح دلیل ہے۔

۴) نبی اکرم ﷺ نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوکر فرمایا: اے لوگو! ہر سال ہر گھر والے پر قربانی کرنا ضروری ہے۔ (مسند احمد ۴/۲۱۵، ابو داود. باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی، ترمذی. باب الاضاحی واجبة هی ام لا)

۵) رسول اللہ ﷺ نے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور اس عرصۂ قیام میں آپ مسلسل قربانی فرماتے تھے۔ (ترمذی ۱/۱۸۲) مدینہ منورہ کے قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ سے ایک سال بھی قربانی نہ کرنے کا کوئی ثبوت احادیث میں نہیں ملتا، اس کے برخلاف احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران آپ ﷺ نے ہر سال قربانی کی، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں وارد ہے۔

۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (محلیٰ بالآثار ج ۶ ص ۳۷، کتاب الاضاحی) معلوم ہوا کہ مقیم پر قربانی واجب ہے۔

جب دلائل شرعیہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی واجب ہے تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہیئے۔ اگر ایک گھر میں ایک سے زیادہ صاحب استطاعت ہیں تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہیئے۔ ہاں چند حضرات (جو صاحب استطاعت نہیں ہیں) کی طرف سے ایک قربانی کر کے ان کے لئے ثواب کی نیت کی جاسکتی ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے: ہر صاحب حیثیت کو قربانی کرنی چاہیئے جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قربانی کے وجوب کے لئے صاحب وسعت ہونا ضروری ہے۔ البتہ مسافر پر قربانی واجب نہیں، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ (المحلی بالآثار لابن حزم ج ۶ ص ۳۷)

قربانی کے جانور: بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ (نر و مادہ) قربانی کے لئے ذبح کئے جاسکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔ (سورۃ الانعام ۱۴۳ و ۱۴۴)

قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔ امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔ (کتاب الاجماع لابن منذر ص ۳۷) حضرت حسن بصریؒ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۶۵) حضرت امام سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۳) حضرت امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے) (موطا مالک

باب ماجاء فی صدقۃ الفطر) ہندوپاک کے جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ محمد بن عثیمینؒ نے بھی بھینس کو گائے کے حکم میں شامل کیا ہے۔بھینس عربوں میں نہیں پائی جاتی ہے،اس لئے اس کا ذکر قرآن کریم میں وضاحت سے نہیں ہے۔(مجموع فتاوی ورسائل شیخ ابن عثیمینؒ ۲۵/۳۴) موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں میں یہی مذکور ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

جانور کی عمر: قربانی کے جانوروں میں بھیڑ اور بکرا بکری ایک سال،گائے اور بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے،البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

قربانی کے جانور میں شرکاء کی تعداد: اگر قربانی کا جانور بکرا،بکری، بھیڑ یا دنبہ ہے تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے:حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔(اعلاء السنن۔باب ان البدنۃ عن سبعۃ)

اگر قربانی کا جانور اونٹ،گائے یا بھینس ہے تو اس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہوجائیں۔(صحیح مسلم۔باب جواز الاشتراک الخ.) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے سال حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔ (صحیح مسلم۔باب جواز الاشتراک الخ.)

وضاحت: حجۃ الوداع اور صلح حدیبیہ کے موقع پر اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوئے

تھے،اس پر قیاس کر کے علماء امت نے فرمایا ہے کہ عیدالاضحیٰ کی قربانی میں بھی اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

قربانی کے ایام: قربانی کے تین ایام ہیں ۱۰ ،۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کی آیت (وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ٦ ج ۲٦۱)

☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہیں بچنا چاہئے۔(صحیح بخاری۔ باب ما یؤکل من لحوم الاضاحی) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں،اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور قربان کرنے کی اجازت کہاں سے ہوگی؟

وضاحت: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ابتداء اسلام میں تھی بعد میں اجازت دے دی گئی کہ اسے تین دن بعد بھی رکھا جا سکتا ہے۔(مستدرک حاکم ج ۴ ص ۲۵۹) اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تین دن کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد قربانی بھی کی جا سکتی ہے،اس لئے کہ گوشت تو پورے سال بھی رکھا جا سکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت بھی سارے سال ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ تین دن کے بعد قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔(موطا مالک۔ کتاب الضحایا)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن ۱۰ ذی الحجہ اور اس کے بعد

کے دودن ہیں، البتہ یوم النحر (۱۰ ذی الحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔ (احکام القرآن للطحاوی ج ۲ ص ۲۰۵)

وضاحت: بعض علماء کرام نے مسند احمد میں وارد حدیث (کُلُّ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ ذِبْحٌ) کی بنیاد پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص ۱۲ ذی الحجہ تک قربانی نہیں کرسکا تو ۱۳ ذی الحجہ کو بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں فرمایا ہے کہ قربانی صرف تین دن کی جاسکتی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے خود اپنی کتاب میں وارد حدیث کے متعلق وضاحت کردی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ نیز اصول حدیث ہے کہ ضعیف حدیث سے حکم ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے تحریر کیا ہے کہ متعدد صحابۂ کرام مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی بھی یہی رائے تھی۔ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قربانی کو صرف تین دن تک محدود رکھا جائے کیونکہ حضور اکرم ﷺ یا کسی ایک صحابی سے ۱۳ ذی الحجہ کو قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔

قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے یا کٹوائے:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم) اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں قربانی کرنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔ لہٰذا اگر بال یا ناخن وغیرہ کاٹنے کی ضرورت ہو تو ذی القعدہ کے آخر میں فارغ ہوجائیں۔

قربانی کی تاریخ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کو ذبح

کررہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا جواب تھا: يَآ اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤمَرُ سَتَجِدُنِی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۲) ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جارہا ہے، اسے کرڈالئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ بیٹے کے اس جواب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب مکہ مکرمہ سے ذبح کرنے کے لئے لے کر چلے تو شیطان نے منیٰ میں تین جگہوں پر انہیں بہکانے کی کوشش کی، جس پر انہوں نے سات سات کنکریاں اس کو ماریں جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا۔ آخر کار رضاء الٰہی کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل کے ٹکڑے کو منہ کے بل زمین پر لٹادیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اُس وقت تک چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا نہ آگئی۔ وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۴۔۱۰۵) اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کردیا۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ (سورۃ الصّٰفّٰت ۱۰۷) اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہوگیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی امت کے لئے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم ﷺ کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

میت کی جانب سے قربانی کا حکم

اگرچہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے، لیکن جمہور علماء امت نے مندرجہ ذیل دلائل شرعیہ کی روشنی میں تحریر کیا ہے کہ میت کی جانب سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

۱) نبی اکرم ﷺ اپنی طرف سے قربانی کرنے کے علاوہ امت کے افراد کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ (بیہقی ۲۶۸/۹) اس قربانی کو آپ ﷺ زندہ افراد کے لئے خاص نہیں کیا کرتے تھے، اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کا کوئی قول حتی کی کسی صحابی کا قول کتب حدیث میں موجود ہے کہ قربانی صرف زندہ افراد کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔ نیز قربانی کرنا صدقہ کی ایک قسم ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں صدقہ میت کی طرف سے باتفاق امت کیا جاسکتا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے کہا کہ میت کی جانب سے قربانی کرنا افضل ہے اور میت کی جانب سے قربانی زندہ شخص کی قربانی کی طرح کی جائے گی۔ (مجموع الفتاوی ۳۰۶/۲۶)

۲) حدیث میں ہے کہ چوتھے خلیفہ اور حضور اکرم ﷺ کے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ دو قربانیاں کیا کرتے تھے، ایک نبی اکرم ﷺ کی جانب سے جبکہ دوسری اپنی طرف سے۔ جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور اسی لئے میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ (ترمذی۔ کتاب الاضاحی عن رسول اللہ ﷺ۔ باب ما جاء فی الاضحیہ عن المیت ،،،، ابوداود۔ کتاب الضحایا۔ باب الاضحیہ عن المیت) امام ترمذیؒ (۲۰۹ھ۔۲۷۹ھ) نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس سلسلہ میں علماء امت کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے میت کی جانب سے قربانی کی اجازت دی ہے جبکہ دوسری جماعت نے اختلاف کیا ہے۔ غرضیکہ حدیث کی معروف کتب تحریر کئے جانے سے قبل ہی امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ نیز علماء احناف اور جن علماء نے ان احادیث کو قابل عمل تسلیم کیا ہے،

میت کی جانب سے قربانی کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور یہی قول زیادہ مستند وقوی ہے کیونکہ میت کی جانب سے قربانی کرنا ایک صدقہ ہے اور حج وعمرہ بدل نیز میت کی جانب سے صدقہ کی طرح میت کی جانب سے قربانی بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ ہمارے پاس قرآن وحدیث میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے جس کی بنیاد پر کہا جائے کہ دیگر اعمال تو میت کی جانب سے کئے جاسکتے ہیں لیکن قربانی میت کی جانب سے نہیں کی جاسکتی ہے۔

میت کی جانب سے قربانی کرنے کی دوصورتیں ہیں: اگر میت نے وصیت کی تھی اور قربانی میت کے مال سے کی جارہی ہے تو اس قربانی کا گوشت صدقہ کرنا ضروری ہے، گوشت مالداروں کے لئے کھانا جائز نہیں ہے۔ اگر میت نے قربانی کرنے کی کوئی وصیت نہیں کی بلکہ ورثاء اور رشتہ داروں نے اپنی خوشی سے میت کے لئے قربانی کی ہے (جیسا کہ عموماً عیدالاضحیٰ کے موقعہ ہم اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کی طرف سے قربانی کرتے ہیں) تو اس کا گوشت مالدار اور غریب سب کھاسکتے ہیں۔ تمام گوشت صدقہ کرنا ضروری نہیں، بلکہ جس قدر چاہیں غریبوں کو دے دیں اور جس قدر چاہیں خود استعمال کرلیں یا رشتہ داروں کو تقسیم کردیں۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی مستند کتاب (ردالمختار ج ۹ ص ۴۸۴) میں تحریر ہے جو ملک شام کے مشہور حنفی عالم علامہ ابن عابدینؒ نے تحریر فرمائی ہے۔

اس موضوع سے متعلق چند دیگر احادیث:

☆ حضرت عائشہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت جابرؓ، حضرت ابورافعؓ، حضرت ابوطلحہ ؓ انصاری اور حضرت حذیفہ ؓ کی متفقہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو مینڈھے قربان کئے۔ ایک اپنی طرف سے اور دوسرا امت کی طرف سے۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد، ابن ماجہ)۔ امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ قربانی کا ثواب دوسروں حتی کہ زندوں کو بھی پہنچتا ہے۔

☆ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرنے کے لئے کہتیں۔ اب اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے اجر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری، مسلم، مسند احمد، ابوداود، نسائی) امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ صدقہ کا ثواب میت حتی کہ زندوں کو بھی پہنچتا ہے۔

☆ حضرت سعدؓ بن عبادہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ (مسند احمد، ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ)۔ اسی مضمون کی متعدد دوسری روایات حضرت عائشہؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بخاری، مسلم، مسند احمد، نسائی، ترمذی، ابوداود اور ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہیں، جن میں رسول اللہ ﷺ نے میت کی طرف سے صدقہ کرنے کی اجازت دی ہے اور اسے میت کے لئے نافع بتایا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ قبیلہ خشعم کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میرے باپ کو فریضۂ حج کا حکم ایسی حالت میں پہنچا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہوچکے ہیں، اونٹ کی پیٹھ پر بیٹھ بھی نہیں سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔ (بخاری، مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہارے باپ پر قرض ہو اور تم اس کو ادا کردو تو وہ ان کی طرف سے ادا ہوجائے گا؟ اس شخص نے کہا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بس اسی طرح تم ان کی طرف سے حج ادا کرو۔ (مسند احمد، نسائی)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے

سوال کیا کہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ اس سے پہلے ہی مرگئیں۔ اب کیا میں ان کی طرف سے حج ادا کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیری ماں پر اگر قرض ہوتا تو کیا تو اس کو ادا نہیں کرتی، اسی طرح تم لوگ اللہ کا حق بھی ادا کرو۔ اور اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے ساتھ کئے ہوئے عہد پورے کئے جائیں۔ (بخاری، نسائی)

ایک شبہ کا ازالہ: یہ کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کا اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے حج یا عمرہ بدل کرنا ثابت نہیں ہے، حالانکہ دیگر احادیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ حج و عمرہ بدل کے صحیح ہونے پر متفق ہے باوجویکہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے حج یا عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ یقیناً نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیویوں یا اولاد کے انتقال کے بعد ان کی جانب سے الگ الگ قربانی نہیں کی لیکن آپ ﷺ اپنی جانب سے ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے، اور دوسری قربانی کے ثواب میں سب کو شامل فرمالیا کرتے تھے۔ نیز اس وقت اتنی فراوانی بھی نہیں تھی کہ میت میں سے ہر ہر فرد کی جانب سے الگ الگ قربانی کی جائے۔ غرضیکہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں خیر القرون سے آج تک فقہاء وعلماء کی ایک بڑی جماعت میت کی جانب سے قربانی کرنے پر متفق رہی ہے۔ اگر کوئی شخص انتقال شدہ اپنے رشتہ داروں کی جانب سے قربانی نہیں کرنا چاہتا ہے تو نہ کرے لیکن جو حضرات حضور اکرم ﷺ کے قول وعمل اور صحابہ وتابعین وفقہاء وعلماء امت کے اقوال کی روشنی میں اپنا پیسہ خرچ کرکے قربانی کرنا چاہتے ہیں، ان کو منع کرنے کے لئے قرآن وحدیث کی دلیل درکار ہے جو کل قیامت تک بھی پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔

دوسرے شبہ کا ازالہ: فرمان الٰہی ہے: کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا۔ (سورہ النجم ۳۸۔ ۳۹) اسی طرح فرمان رسول ﷺ ہے: انسان کے انتقال کے بعد اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل: صدقۂ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور نیک لڑکے کی دعا جو وہ اپنے والد کے لئے کرے۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ) یہاں مراد یہ ہے کہ عمومی طور پر ہر شخص اپنے ہی عمل کی جزا یا سزا پائے گا۔ لیکن باپ یا بیوی یا کسی قریبی رشہ دار کے انتقال کے بعد اگر کوئی شخص ان کی نماز جنازہ پڑھتا ہے یا ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے یا ان کی طرف سے حج یا عمرہ بدل کرتا ہے یا قربانی کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کی تلاوت کر کے اس کا ثواب میت کو پہونچاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس عمل کو قبول فرما کر میت کو اس کا ثواب عطا فرمائے گا ان شاء اللہ۔ کیونکہ اگر یہاں عموم مراد لیا جائے تو پھر ایصال ثواب، قربانی اور حج بدل وغیرہ کرنا سب ناجائز ہو جائیں گے، بلکہ دوسرے کے حق میں دعائے استغفار حتی کہ نمازِ جنازہ بھی بے معنی ہو جائے گی، کیونکہ یہ اعمال بھی اُس شخص کا اپنا عمل نہیں ہے جس کے حق میں دعا کی جارہی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے ارشادات میں اس طرح کی متعدد مثالیں ملتی ہیں، جیسے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز فجر اور عصر کی پابندی کرلی تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری، مسلم) اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم صرف ان دو وقت کی نماز کی پابندی کرلیں، باقی جو چاہیں کریں، ہمارا جنت میں داخلہ یقینی ہے۔ نہیں، ہرگز ایسا نہیں ہے، بلکہ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ان دو نمازوں کی خاص اہمیت کو بتلانے کے لئے ہے کیونکہ جو ان دو نمازوں کی پابندی کرے گا وہ ضرور دیگر نمازوں کا اہتمام کرنے والا ہوگا، اور نمازوں کا واقعی اہتمام کرنے والا دیگر ارکان کی ادائیگی کرنے والا بھی ہوگا، ان شاء اللہ۔ اسی طرح اس حدیث میں ان تین اعمال کی خاص اہمیت بتلائی گئی ہے۔

گھر کے تمام افراد کا صرف ایک قربانی کرنا کافی نہیں

اِن دنوں بعض حضرات کی طرف سے قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روح کے برخلاف کہا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تاریخی واقعہ کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں کی جانے والی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے بجائے پورے گھر کی جانب سے صرف ایک قربانی کردی جائے۔ یہ حضرات اپنے قول کی دلیل پیش کرتے ہیں کہ بعض صحابۂ کرام اپنے گھر کی طرف سے ایک قربانی کیا کرتے تھے۔حالانکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں پوری امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ شریعت اسلامیہ میں قربانی کے ایام میں زیادہ سے زیادہ خون بہانا مطلوب ہے۔اس موضوع پر چند نقاط پر روشنی ڈالنا مناسب سمجھتا ہوں:

پہلی بات عرض ہے کہ بعض صحابۂ کرام کا گھر کی طرف سے قربانی کرنے کا تعلق نفلی قربانی یا قربانی کے ثواب میں دوسروں کو شریک کرنے سے ہے کیونکہ قرآن وحدیث سے قربانی کا واجب ہونا ہی معلوم ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قربانی کرنے کا حکم دیا ہے اور حکم عمومی طور پر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔نیز نبی اکرم ﷺ سے کسی ایک سال بھی قربانی نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عیدگاہ کے قریب بھی نہ جائیں۔اس نوعیت کی وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے۔قربانی کے وجوب کے متعلق قرآن وحدیث کے تفصیلی دلائل کے لیے میرے مضمون (قربانی واجب ہے) کا مطالعہ کریں۔احادیث مبارکہ میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ امت کے اُن احباب کی طرف سے بھی ایک قربانی کیا کرتے تھے جو قربانی نہیں کرسکتے تھے۔ظاہر ہے کہ اس سے قربانی کے ثواب میں دوسروں کو شریک کرنا ہی مراد ہے۔اسی طرح جن احادیث میں گھر کی طرف سے ایک قربانی کا ذکر آیا ہے اُس سے قربانی کے ثواب میں دوسروں کو شریک کرنا ہی مراد ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں صرف ایک قربانی پوری امت کی طرف سے کرکے قربانی کے سلسلہ کو ختم ہی کردیا جائے، جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

دوسری بات عرض ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ ان ایام میں بڑھ چڑھ کر قربانی میں حصہ لیا

جائے کیونکہ تمام فقہاء وعلماء کرام قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہیں اور قربانی کے ایام میں کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے جیسا کہ پوری کائنات میں سب سے افضل حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ بذات خود نماز عیدالاضحیٰ سے فراغت کے بعد قربانی فرماتے تھے، نبی اکرم ﷺ کی قربانی کرنے کا ذکر حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں ہے۔ آپ نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے گھر والوں اور امت مسلمہ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ کے گھر میں کبھی کبھی پکانے کی اشیاء موجود نہ ہونے کی وجہ سے دو دو مہینے تک چولھا نہیں جلتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر بھی باندھے۔ حضور اکرم ﷺ پوری زندگی میں ایک بار بھی صاحب استطاعت نہیں بنے یعنی پوری زندگی میں آپ ﷺ پر ایک مرتبہ بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی، لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ ہر سال اہتمام کے ساتھ قربانی کیا کرتے تھے، نیز آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر انہیں قربانی کے ایام میں ایک دو نہیں، دس بیس نہیں سو اونٹوں کی قربانی دی، ان میں سے ۶۳ اونٹ نبی اکرم ﷺ نے بذاتِ خود نحر (ذبح) کئے اور باقی ۳۷ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر (ذبح) کئے۔ حج اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ کے حکم سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع میں کی جاتی ہے۔ اور دونوں کے احکام ایک ہی ہیں، یعنی جانور کی عمر وغیرہ اور حصوں میں شرکت کی تعداد کے اعتبار سے حج اور عیدالاضحیٰ کی قربانی کے احکام یکساں ہیں۔ غرضیکہ ان ایام میں خون بہانا ایک اہم عبادت ہے۔

تیسری بات عرض ہے کہ جانوروں کی قربانی سے اللہ کا تقرب حاصل ہونا صرف مذہب اسلام ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے دیگر مذاہب میں بھی موجود ہے، اسی طرح حضور اکرم ﷺ سے قبل دیگر انبیاء کرام کی تعلیمات میں بھی قربانی کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عظیم واقعہ مشہور ومعروف ہے۔ جب قربانی سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے تو اس میں بڑھ چڑھ کر ہی حصہ لینا چاہئے۔

چوتھی بات عرض ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عمومی طور پر صحابۂ کرام کے معاشی حالات بہتر نہیں تھے، نیز صحابۂ کرام کو اپنے مال کا اچھا خاصہ حصہ جہاد اور لوگوں کی مدد کے لیے بھی لگانا ہوتا تھا۔ اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ صحابۂ کرام کو قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تعلیم دیتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ اپنی امت پر شفقت کا معاملہ کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں ہمیں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کی ہی ترغیب دینی چاہیے۔

پانچویں بات عرض ہے کہ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ صاحب استطاعت پر قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا جائے۔ چنانچہ صحابہ اور بڑے بڑے تابعین کی صحبت میں قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور اسی طرح علماء احناف نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر صاحب حیثیت پر اس کے وجوب کا فیصلہ فرمایا ہے۔ حضرت امام مالکؒ بھی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں، حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ایک قول بھی قربانی کے وجوب کا ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے واجب ہونے کے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے۔ "جواہر الاکلیل شرح مختصر خلیل" میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا موقف تحریر ہے کہ اگر کسی شہر کے سارے لوگ قربانی ترک کردیں تو ان سے قتال کیا جائے گا کیونکہ قربانی اسلامی شعار ہے۔

آخری بات عرض ہے کہ قربانی کا مقصد محض غریبوں کی مدد کرنا نہیں ہے جو صدقہ وخیرات سے پورا ہوجائے بلکہ قربانی میں مقصود جانور کا خون بہانا ہے، یہ عبادت اسی خاص طریقہ سے ادا ہوگی، محض صدقہ وخیرات کرنے سے یہ عبادت ادا نہ ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں غربت دور حاضر کی نسبت بہت زیادہ تھی، اگر جانور ذبح کرنا مستقل عبادت نہ ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام جانور ذبح کرنے کے بجائے غریبوں کی مدد کرتے مگر تاریخ میں ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا۔ اسلام نے زکوۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات کے ذریعہ غریبوں کی مدد کی بہت ترغیب دی ہے مگر قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامہ کی یادگار ہے جس میں انہوں نے اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لئے لٹادیا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بلا چوں وچرا حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرکے ذبح ہونے کے لئے اپنی گردن پیش کردی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرما کر جنت سے

دنبہ بھیج دیا، اِس عظیم الشان کارنامہ پر عمل قربانی کرکے ہی ہوسکتا ہے محض صدقہ وخیرات سے اِس عمل کی یاد تازہ نہیں ہوسکتی۔ نیز ۱۴۰۰ سال قبل نبی اکرم ﷺ نے اس امر کو واضح کردیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عید کے دن قربانی کا جانور (خریدنے) کے لئے پیسے خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے یہاں اور چیزوں میں خرچ کرنے سے زیادہ افضل ہے۔ (طبرانی، دارقطنی)

اگر یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے کہ ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کی گنجائش ہے تو زیادہ سے زیادہ اس کا جواز ہی ثابت ہوسکتا ہے، لیکن اس کی ترغیب نہیں دی جاسکتی ہے۔ ترغیب اور تعلیم یہی دی جائے گی کہ قربانی کے ایام میں زیادہ سے زیادہ قربانی کی جائے کیونکہ ان ایام میں اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر کوئی محبوب اور پسندیدہ عمل نہیں ہے، جیسا کہ سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے پوری امت کو پیغام دیا ہے۔ دوسری بات عرض ہے کہ گھر کا مطلب زیادہ سے زیادہ شخص، اس کی بیوی اور اس کے غیر شادی شدہ بچے ہی مراد ہوسکتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے شادی ہونے کے بعد الگ گھر تسلیم کیا جاتا ہے خواہ ہندوستان و پاکستان کے کلچر کے مطابق سارے بھائی شادی ہونے کے باوجود ایک ہی گھر میں کیوں نہ رہ رہے ہوں۔

آخر میں عرض ہے کہ جب دلائل شرعیہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی واجب ہے تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہئے۔ اگر ایک گھر میں ایک سے زیادہ صاحب استطاعت ہیں تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہئے۔ ہاں چند حضرات (جو صاحب استطاعت نہیں ہیں) ایک قربانی کرکے ثواب کی نیت کرسکتے ہیں۔ اسی لیے وہ صحابۂ کرام جن پر قربانی واجب نہیں ہوتی تھی، ایک قربانی کرلیا کرتے تھے اور گھر کے سارے افراد کو ثواب میں شریک کرلیا کرتے تھے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اپنی اور گھر والوں کی طرف سے قربانی کرنے کے بعد امت مسلمہ کے ان احباب کی طرف سے بھی قربانی کرتے تھے جو قربانی نہیں کرسکتے تھے یعنی انہیں ثواب میں شریک کرلیا کرتے تھے۔

قربانی کے دنوں میں کوئی نیک عمل اللہ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب نہیں

کورونا وبائی مرض کی آفت میں قربانی کا حکم

عیدالفطر کے بعد سے ہی سوشل میڈیا پر بعض حضرات کی طرف سے قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روح کے برخلاف کہا جارہا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے تاریخی واقعہ کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں کی جانے والی قربانی کے بجائے کورونا وبائی مرض سے متاثر غرباء کو نقد رقم دے دی جائے۔ اس طرح کی باتیں عموماً اُن حضرات کی طرف سے سامنے آتی ہیں جو قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات کے مقابلہ میں دنیاوی وقتی مفادات کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس موقع پر چند باتیں عرض ہیں:

۱) کسی عالمی ادارہ یا کسی حکومت کی طرف سے قربانی پر پابندی کا نہ کوئی فرمان جاری ہوا ہے اور نہ ہی کورونا وبائی مرض کا دور دور تک قربانی کے جانور سے کوئی تعلق ہے۔ نیز جب دنیا میں کورونا وبائی مرض کے پھیلاؤ کے باوجود احتیاطی تدابیر کے ساتھ دیگر کام ہورہے ہیں، حتی کہ چین کے ووہان شہر کی گوشت مارکیٹ (جہاں سے کورونا وبائی مرض پھیلا تھا) اور دنیا کے ہزاروں سلاٹر ہاؤس میں روزانہ لاکھوں جانور ذبح ہورہے ہیں، تو اسلامی شعار (قربانی) کو کیوں انجام نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ اگر کبھی کسی حکومت کی طرف سے عیدالاضحیٰ کی قربانی پر پابندی کی بات شروع ہو تو ہمیں اتحاد واتفاق کا بہترین نمونہ پیش کرکے اس کی مخالفت کرنی چاہئے تاکہ سنت ابراہیمی پر عمل کیا جاسکے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی وجہ سے پوری کوشش اور فکر کے باوجود تین دن تک قربانی نہ کرسکا اور نہ کسی دوسرے مقام پر کرواسکا تو پھر وہ قربانی کے ایام گزرنے کے بعد قربانی کی قیمت غریبوں کو ادا کردے۔

۲) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قربانی کرنے کا حکم دیا ہے اور حکم عمومی طور پر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ سے حالات تنگ ہونے کے باوجود کسی ایک سال بھی قربانی نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں کو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ عیدگاہ کے قریب بھی نہ جائیں۔ اس نوعیت کی وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر ایک گھر میں ایک سے زیادہ صاحب استطاعت ہیں تو ہر صاحب استطاعت کو قربانی کرنی چاہئے۔

۳) قرآن وحدیث کی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ قربانی کے دنوں میں بڑھ چڑھ کر قربانی میں حصہ لیا جائے کیونکہ تمام مکاتب فکر کے فقہاء وعلماء کرام قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کے اسلامی شعار ہونے اور ہر سال قربانی کا خاص اہتمام کرنے پر متفق ہیں اور قربانی کے ایام میں کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے جیسا کہ پوری کائنات میں سب سے افضل حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ بذات خود نماز عید الاضحیٰ سے فراغت کے بعد قربانی فرماتے تھے، نبی اکرم ﷺ کی قربانی کرنے کا ذکر حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب میں ہے۔ آپ نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے گھر والوں اور امت مسلمہ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔ باوجودیکہ آپ کے گھر میں کبھی کبھی پکانے کی اشیاء موجود نہ ہونے کی وجہ سے دو دو مہینے تک چولھا نہیں جلتا تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی ایک دن میں دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر دو پتھر بھی باندھے۔ حضور اکرم ﷺ پوری زندگی میں ایک بار بھی صاحب استطاعت نہیں بنے یعنی پوری زندگی میں آپ ﷺ پر ایک مرتبہ بھی زکوۃ فرض نہیں ہوئی، لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ ہر سال قربانی کیا کرتے تھے، نیز آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر انہی قربانی کے ایام میں ایک

دو نہیں، دس بیس نہیں سو اونٹوں کی قربانی کی۔ غرضیکہ قربانی کے دنوں میں خون بہانا یعنی جانوروں کو ذبح کرنا ایک اہم عبادت ہے۔

۴) جانوروں کی قربانی سے اللہ کا تقرب حاصل ہونا صرف مذہب اسلام میں نہیں بلکہ دنیا کے دیگر مذاہب میں بھی ہے اور حضور اکرم ﷺ سے قبل دیگر انبیاء کرام کی تعلیمات میں بھی قربانی کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عظیم واقعہ مشہور ہے۔ جب قربانی سے اللہ کا تقرب حاصل ہوتا ہے تو عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی میں حصہ نہ لینے کی دوسروں کو ترغیب دینا کیسے درست ہوسکتا ہے۔

۵) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں عمومی طور پر صحابۂ کرام کے معاشی حالات بہتر نہیں تھے، کتابوں میں درج سینکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں۔ نیز صحابۂ کرام کو اپنے مال کا اچھا خاصہ حصہ جہاد وغیرہ میں بھی لگانا ہوتا تھا، اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ صحابۂ کرام کو قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تعلیم دیتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ اپنی امت پر شفقت کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

آخری بات عرض ہے کہ شریعت اسلامیہ میں غریبوں کی مدد کرنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ بلکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے یتیموں، بیواؤں محتاجوں اور مسکینوں کا سب سے زیادہ خیال رکھا ہے۔ اسی لئے ہمیں یقیناً غریبوں کی مدد کرنے میں سبقت کرنی چاہئے، جیسا کہ مسلم بھائیوں نے گزشتہ رمضان کے مبارک مہینہ میں محتاجوں اور مزدوروں کی مدد کرکے مثال قائم کی۔ شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق جہاں مالدار لوگ اپنے مال کی مکمل زکوٰۃ ادا کریں وہیں ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق کمزور لوگوں کی مدد کرے، مگر قرآن وحدیث سے ثابت شدہ

واضح حکم میں اپنی خواہش کی اتباع کے بجائے شریعت اسلامیہ کے حکم کو بجالانا ہی ضروری ہے۔ یقیناً غریبوں کی مدد کی جائے لیکن واجب قربانی چھوڑ کر قربانی پر خرچ ہونے والی رقم غریبوں میں تقسیم کرنا کسی شخص کی خواہش تو ہوسکتی ہے مگر یہ بات قرآن وحدیث کی روح کے خلاف ہے۔ قربانی کا گوشت غریبوں میں تقسیم کرنے یا پکا کر کھلانے میں حکم الٰہی پر عمل کے ساتھ غریبوں کی مدد نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر کوئی شخص واجب قربانی ادا کرنے کے بعد موجودہ حالات میں نفلی قربانی زیادہ نہ کرکے غریبوں کی مدد کرے تو اس کی گنجائش ہوسکتی ہے لیکن واجب قربانی چھوڑ کر غریبوں کی مدد کرنا ہرگز دین نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ اور صحابۂ کرام کے زمانہ میں موجودہ دور کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں لوگ غریب تھے اور وہ آج کے غریبوں سے زیادہ محتاج اور ضرورت مند تھے مگر ایک مرتبہ بھی حضور اکرم ﷺ یا کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ انہوں نے عیدالاضحیٰ کے دنوں میں قربانی کے بجائے غریبوں کی مدد کی بات کہی ہو۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اللہ کے حکم اور نبی کی اتباع میں قربانی کے دنوں میں قربانی کریں اور تین دن کے علاوہ پورے سال شادی وغیرہ کے اخراجات اور اپنے ذاتی مصاریف میں کمی کرکے یتیموں، بیواؤں محتاجوں اور مسکینوں کی خوب مدد کریں۔

نمازِ عید پڑھنے اور قربانی کرنے کا طریقہ

کورونا وبائی مرض کے پھیلاؤ کے پیش نظر مرکزی وصوبائی حکومتوں کے فیصلوں کی وجہ سے عیدگاہ ومساجد میں نمازِ عیدالاضحیٰ کے بڑے اجتماعات شاید نہ ہوسکیں، جس کی وجہ سے بعض جگہوں پر مسلمانوں کو عیدالفطر کی طرح عیدالاضحیٰ کی نماز بھی گھروں میں ادا کرنا پڑسکتی ہے۔ ہمیں کوشش یہی کرنی چاہئے کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نمازیں عیدگاہ یا مساجد میں ادا ہوں۔ اگر کسی جگہ عیدگاہ یا مسجد میں نمازِ عید ادا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر گھروں میں بھی ادا کی جاسکتی ہے، جس کے لئے امام کے علاوہ تین افراد کافی ہیں۔

عید الاضحی کی نماز : عیدالاضحیٰ کے دن دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔ عیدالفطر کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے، جو زوال آفتاب کے وقت تک رہتا ہے، مگر زیادہ تاخیر کرنا مناسب نہیں ہے۔ عید کی نماز میں زائد تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں جن کی تعداد میں فقہاء کا اختلاف ہے، البتہ زائد تکبیروں کے کم یا زیادہ ہونے کی صورت میں امت مسلمہ نماز کے صحیح ہونے پر متفق ہے۔ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ ومحدث حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ۶ زائد تکبیروں کے قول کو اختیار کیا ہے۔ نماز جمعہ کے لئے اذان اور اقامت دونوں ہوتی ہیں، لیکن عید کی نماز کے لئے اذان اور اقامت دونوں نہیں ہوتی ہیں۔ نماز جمعہ کے لئے جو شرائط ہیں وہی عیدین کی نماز کے لئے بھی ہیں، یعنی جن پر نماز جمعہ ہے انہی پر نماز عیدین بھی ہے، جہاں نماز جمعہ جائز ہے وہیں نماز عیدین بھی جائز ہے۔ جس طرح جگہ جگہ نماز جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے اسی طرح ایک ہی شہر میں مختلف جگہوں بلکہ لاک ڈاؤن جیسے حالات میں گھروں میں بھی نماز عیدین ادا کرسکتے ہیں۔ گھروں میں ادا ہونے والی نمازِ عید میں گھر کی خواتین بھی شرکت کرسکتی ہیں۔

نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ: سب سے پہلے نماز کی نیت کریں۔نیت اصل میں دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے بھی کہہ لیں تو بہتر ہے کہ میں دو رکعت واجب نمازِ عید چھ زائد تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثنا یعنی سبحانک اللھم ۔۔۔ پڑھیں۔اس کے بعد تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے ہوئے تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں، دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ ہاتھ باندھنے کے بعد امام صاحب سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں مقتدی خاموش رہ کر سنیں۔اس کے بعد پہلی رکعت عام نماز کی طرح پڑھیں۔ دوسری رکعت میں امام صاحب سب سے پہلے سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھیں مقتدی خاموش رہ کر سنیں۔ دوسری رکعت میں سورت پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تین مرتبہ تکبیر کہیں اور ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہہ کر رکوع کریں اور باقی نماز عام نماز کی طرح مکمل کریں۔نماز عید کے بعد دعا مانگ سکتے ہیں لیکن خطبہ کے بعد دعا مسنون نہیں ہے۔

خطبہ عید الفطر: عیدالفطر کی نماز کے بعد امام کا خطبہ پڑھنا سنت ہے، خطبہ شروع ہو جائے تو خاموش بیٹھ کر اس کو سننا چاہیے۔لاک ڈاؤن میں مختصر نماز پڑھائی جائے اور مختصر خطبہ دیا جائے۔ دیکھ کر بھی خطبہ پڑھا جا سکتا ہے۔اگر کسی جگہ کوئی خطبہ نہیں پڑھ سکتا ہے تو خطبہ کے بغیر بھی نماز عید ہو جائے گی کیونکہ عید کا خطبہ سنت ہے فرض نہیں۔قرآن کریم کی چھوٹی سورتیں بھی خطبہ میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ جمعہ کی طرح دو خطبے دئے جائیں، دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے امام صاحب ممبر یا کرسی وغیرہ پر بیٹھ جائیں۔

اگر کسی شخص کو نمازِ عید پڑھنے کا موقع نہ مل سکے تو پھر وہ دو دو رکعت کر کے چاشت کی چار رکعت ادا کر لے۔صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس کی عید کی نماز فوت

ہو جائے تو وہ چار رکعت ادا کر لے۔

نماز عید کے بعد عید ملنا: نمازِ عید سے فراغت کے بعد گلے ملنا یا مصافحہ کرنا عید کی سنت نہیں ہے، نیز اِن دنوں کورونا وبائی مرض بھی پھیلا ہوا ہے، اس لئے نماز عید سے فراغت کے بعد گلے ملنے یا مصافحہ کرنے سے بچیں کیونکہ احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا شریعت اسلامیہ کے مخالف نہیں ہے۔

عیدالاضحی کی سنتیں: عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، حسب استطاعت اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کے لئے جاتے ہوئے تکبیر کہنا (اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، وَاللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، وَلِلّٰہِ الْحَمْد) یہ سب عید کی سنتوں میں سے ہیں۔

تکبیر تشریق: پہلی ذوالحجہ سے ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، تکبیر تشریق کے کلمات یہ ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ. لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ. وَاللّٰہُ اَکْبَر. اَللّٰہُ اَکْبَر. وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ. ۹ ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ۲۳ نمازوں میں ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر ضرور پڑھیں۔ ۹ ویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کی خاص فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

عیدالاضحی کی قربانی: قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ ہر صاحب استطاعت پر قربانی واجب ہے۔ ایک گھر کے تمام افراد کی طرف سے ایک قربانی کافی نہیں ہے بلکہ ہر صاحب استطاعت (جس کے پاس تقریباً ۳۵ ہزار روپئے ہوں) کو اپنی طرف سے قربانی کرنا چاہئے۔ کوئی شخص ایک سے زیادہ قربانی (نفلی) کرے تو بہتر ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق قربانی کے دنوں میں کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ میں ایک حصہ، جبکہ گائے، بیل، بھینس،

بھینسا اور اونٹ اونٹنی میں ۷ افراد شریک ہو سکتے ہیں۔ بکرا یا بکری ایک سال جبکہ گائے اور بھینس ۲ سال اور اونٹ ۵ سال کا ہونا ضروری ہے۔ جن جگہوں پر حکومت کی طرف سے گائے کی قربانی پر پابندی ہے وہاں گائے کی قربانی سے گریز کریں۔ ۱۰ ذوالحجہ سے ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک دن رات میں کسی بھی وقت قربانی کی جاسکتی ہے، لیکن دن میں اور پہلے دن کرنا بہتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے گھر میں اشیاء خوردنی نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا، پھر بھی آپ ﷺ اہتمام سے ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔ نیز قربانی کے اسلامی شعار اور واجب ہونے کی وجہ سے ہر ممکن کوشش ہونی چاہئے کہ قربانی کے دنوں میں جانور ذبح کیا جائے۔ اگر کسی وجہ سے خود قربانی نہیں کرسکتے تو کسی دوسری جگہ کروادیں۔ اور اگر کوشش کے باوجود قربانی کے دنوں میں قربانی نہیں کی جاسکی تو پھر قربانی کی قیمت قربانی کے ایام گزرنے کے بعد غرباء میں تقسیم کردی جائے۔ قربانی ایک صدقہ ہے، جس طرح دیگر صدقے مرحومین کی طرف سے کئے جاسکتے ہیں اسی طرح مرحومین کی جانب سے نفلی قربانی بھی کی جاسکتی ہے، حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی اور داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد سے پوری زندگی آپ ﷺ کی طرف سے ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔ قربانی کا جانور بے عیب اور تندرست ہونا چاہئے۔ شہروں میں نمازِ عید کے بعد ہی قربانی کریں، البتہ دیہات جہاں نماز عید نہیں ہوتی ہے وہاں قربانی صبح ہونے کے بعد کبھی بھی کی جاسکتی ہے۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا ضروری نہیں ہے لیکن کرلیں تو بہتر ہیں: ایک اپنے گھر کے لئے، دوسرا رشتہ داروں اور تیسرا غرباء کے لئے۔ اسلام مذہب میں صفائی اور طہارت کی خاص تعلیمات دی گئی ہیں، لہذا اس موقع پر صفائی ستھرائی کا مکمل اہتمام کریں اور قربانی کے فضلات ایسی جگہ نہ ڈالیں جس سے کسی کو تکلیف ہو۔

قربانی کا طریقہ: جانور کو اچھے طریقہ سے بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹا کر "بسم اللہ، اللہ اکبر" کہتے ہوئے تیز دھار چھری سے جانور کو اس طرح ذبح کریں کہ چار رگیں کٹ جائیں۔ "حُلقُوم": سانس کی نلی، "مرئ": خوراک کی نلی، "وَدجَین": خون کی دو رگیں جن کو شہ رگ کہا جاتا ہے۔ ان چار رگوں میں سے اگر تین رگیں بھی کٹ گئیں تب بھی ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ ذبح کے وقت گردن کو پورا کاٹ کر الگ نہ کیا جائے۔ جانور کو ذبح کرنے کے بعد تھوڑی دیر چھوڑ دیں تاکہ سارا خون باہر نکل جائے، پھر کھال اتاریں۔ ذبح کرنے سے قبل یہ دعا پڑھ لیں:

إِنِّـیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِیْفاً وَمَا أَنَاْ مِنَ الْـمُشْرِكِیْنَ۔ إِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَـمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَام وَحَبِیْبِكَ مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم۔

اگر قربانی کسی دوسرے کی طرف سے کریں تو "منی" کے بجائے "من" کہہ کر اس کا نام لیں۔ اور اگر قربانی کے جانور میں ۷ شریک ہوں تو اُن ساتوں کے نام لئے جائیں۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام
کی زندگی کے مختصر احوال

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام تقریباً چار ہزار سال قبل عراق میں پیدا ہوئے۔

☆ ان کا والد آزر مذہبی پیشوا تھا، بت بنا کر بیچا کرتا تھا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمانۂ طفولت سے ہی سے بتوں کی عبادت کی مخالفت کی۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھل کر بتوں کی مخالفت کے بعد انکو قتل کرنے اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دی گئی۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک عبادت گاہ میں گھس کر بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا واقعہ پیش آیا، جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔۔۔اور پھر نمرود بادشاہ کے ساتھ مناظرہ ہوا۔

☆ مناظرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منطقی جواب پر غور کرنے کے بجائے یہ شاہی فرمان جاری کیا گیا کہ اس کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالے جانے کا واقعہ پیش آیا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہونے کے ساتھ سلامتی اور آرام کی چیز بن گئی۔

☆ اس قوم کی بدنصیبی کی حد یہ تھی کہ اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود ایک آدمی بھی ایمان نہیں لایا۔

☆ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق چھوڑ کر ملک شام تشریف لے گئے۔

☆ وہاں سے فلسطین چلے گئے اور وہیں مستقل قیام فرما کر اسی کو دعوت کا مرکز بنایا۔

☆ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت سارہ کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے۔

☆ وہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی اہلیہ حضرت سارہ کی خدمت کے لئے

پیش کیا۔

☆ اس وقت تک حضرت سارہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

☆ مصر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر فلسطین واپس تشریف لے لائے۔

☆ حضرت سارہ نے خود حضرت ہاجرہ کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کروادیا۔

☆ بڑھاپے میں حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

☆ کچھ عرصہ بعد حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کے چٹیل میدان میں بیت اللہ کے قریب چھوڑ دیا۔

☆ جب کھانے پینے کے لئے کچھ نہ رہا تو حضرت ہاجرہ بے چین ہوکر قریب کی صفا اور مروہ پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑیں۔ چنانچہ پانی کا چشمہ زمزم جاری ہوا۔

☆ کچھ مدت کے بعد ایک قبیلہ بنو جرہم کا ادھر سے گزر ہوا۔ پانی کی سہولت دیکھ کر انہوں نے حضرت ہاجرہ سے قیام کی اجازت چاہی، حضرت ہاجرہ نے وہاں قیام کرنے کی اجازت دے دی۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے، چنانچہ اللہ کے اس حکم کی تکمیل کے لئے فوراً فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا جواب تھا: ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جارہا ہے، اسے کر ڈالئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

☆ اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاریخ انسانی کا وہ عظیم الشان

کارنامہ انجام دیا جس کا مشاہدہ نہ اس سے پہلے کبھی زمین و آسمان نے کیا، اور نہ اس کے بعد کریں گے۔ اپنے دل کے ٹکڑے کو منہ کے بل زمین پر لٹا دیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اُس وقت تک پوری طاقت سے چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا نہ آگئی۔ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔

☆ اس عظیم امتحان میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ دنیا میں میری عبادت کے لئے گھر تعمیر کرو۔ چنانچہ باپ بیٹے نے مل کر بیت اللہ شریف (خانہ کعبہ) کی تعمیر کی۔

☆ بیت اللہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ حضرت ابراہیم نے حج کا اعلان کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان نہ صرف اس وقت کے زندہ لوگوں تک پہونچا دیا بلکہ عالم ارواح میں تمام روحوں نے بھی یہ آواز سنی، جس شخص کی قسمت میں بیت اللہ کی زیارت لکھی تھی اس نے اس اعلان کے جواب میں لبیک کہا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی اور رسول

حضرت ابراہیم علیہ السلام، جو اللہ کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر ہیں، جن کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) کہا جاتا ہے، تقریباً چار ہزار سال قبل عراق میں پیدا ہوئے۔ تین بڑے مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) کے عظیم پیغمبروں میں سے ایک ہیں۔ یہودی اور عیسائی بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ مذہب اسلام میں ان کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، چنانچہ قرآن کریم کی چودھویں سورت ''سورۃ ابراہیم'' ان ہی سے موسوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے احوال واوصاف بیان فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انہیں ''امت'' اور ''امام الناس'' کے لقب سے پکارا ہے۔ اور انہیں متعدد مرتبہ ''حنیف'' بھی کہا ہے۔ قرآن کریم میں انہیں ''مسلم'' بھی کہا گیا ہے۔ قرآن کریم میں بہت سارے ایسے انبیاء کرام کا تذکرہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بچپن سے ہی قلب سلیم عطا کیا گیا تھا، چنانچہ انہوں نے ابتدا ہی سے بت پرستی کی مخالفت کی۔ اللہ کی مخلوقات میں غور وفکر کے بعد انہیں یقین ہو گیا تھا کہ ساری کائنات کو پیدا کرنے والا ایک معبود حقیقی ہے، جس کا کوئی شریک نہیں ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: اور اس طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا نظارہ کراتے تھے، اور مقصد یہ تھا کہ وہ مکمل یقین رکھنے والوں میں شامل ہوں۔ چنانچہ جب ان پر رات چھائی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ کہنے لگے: یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو انہوں نے کہا: میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر جب انہوں نے چاند کو چمکتے دیکھا تو کہا کہ: یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہنے لگے، اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دے تو میں یقیناً گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں۔ پھر جب انہوں نے سورج کو چمکتے دیکھا، تو کہا: یہ میرا رب ہے، یہ زیادہ بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہوا تو انہوں

نے کہا: اے میری قوم! جن جن چیزوں کو تم اللہ کی خدائی میں شریک قرار دیتے ہو، میں اُن سب سے بیزار ہوں۔ میں نے تو پوری طرح یکسو ہوکر اپنا رُخ اُس ذات کی طرف کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ (سورہ الانعام ۷۴۔۷۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرنے کے بعد زندہ ہونے کی بابت جب سمجھنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی مثال کے ذریعہ اُن کو یہ راز سمجھایا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ آیت ۲۶۰ میں بیان فرمایا ہے: اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ میرے پروردگار! مجھے دکھائیے کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں؟ اللہ نے کہا: کیا تمہیں یقین نہیں؟ کہنے لگے: یقین کیوں نہ ہوتا؟ مگر (یہ خواہش اس لئے کی ہے) تا کہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہوجائے۔ اللہ نے کہا: اچھا تو چار پرندے لو اور انہیں اپنے سے مانوس کرلو، پھر (ان کو ذبح کرکے) ان کا ایک ایک حصہ ہر پہاڑی پر رکھ دو، پھر ان کو بلاؤ، وہ چاروں تمہارے پاس دوڑے چلے آئیں گے۔

ان کا والد آزر مذہبی پیشوا تھا، بت بنا کر بیچا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمانۂ طفولت سے ہی بتوں کی عبادت کی مخالفت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھل کر بتوں کی مخالفت کے بعد ان کو قتل کرنے اور گھر سے نکالنے کی دھمکی دی گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک عبادت گاہ میں گھس کر بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا واقعہ پیش آیا، جس کا ذکر قرآن کریم (سورۃ الانبیاء ۵۸۔۶۳) میں ہے: چنانچہ ابراہیم نے ان کے بڑے بت کے سوا سارے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا، تا کہ وہ لوگ اُن کی طرف رجوع کریں۔ وہ کہنے لگے کہ: ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ وہ کوئی بڑا ہی ظالم تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا: ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان بتوں کے بارے میں باتیں بنایا کرتا ہے۔ اسے ابراہیم کہتے ہیں۔ انہوں

نے کہا: تو پھر اس کو سب لوگوں کے سامنے لے کر آؤ تا کہ سب گواہ بن جائیں۔ (پھر جب ابراہیم کو لایا گیا تو) وہ بولے: ابراہیم! کیا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت تم ہی نے کی ہے؟ ابراہیم نے کہا: نہیں، بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے سردار نے کی ہے۔ اب انہی بتوں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں۔۔۔ سورۃ الصافات ۸۸۔۸۹ میں مذکور ہے کہ وہ کوئی جشن کا دن تھا جس میں ساری قوم شہر چھوڑ کر کہیں جایا کرتی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ساتھ جانے سے معذرت چاہی اور جب سارے لوگ چلے گئے تو بت خانے میں جا کر سارے بتوں کو توڑ ڈالا، صرف ایک بت کو چھوڑ دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کلہاڑی بھی اس کی گردن میں لٹکا کر چھوڑ دی۔ اس عمل سے حضرت ابراہیم کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے ان بتوں کی بے بسی کا منظر دیکھ سکیں۔ اور یہ سوچیں جو بت خود اپنا دفاع نہیں کر سکتے، وہ دوسروں کی کیا مدد کریں گے۔۔۔ اور پھر نمرود بادشاہ کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ مناظرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منطقی جواب پر غور کرنے کے بجائے یہ شاہی فرمان جاری کیا گیا کہ اس کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالے جانے کا واقعہ پیش آیا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہونے کے ساتھ سلامتی اور آرام کی چیز بن گئی، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: وہ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے: آگ میں جلا ڈالو اس شخص کو، اور اپنے خداؤں کی مدد کرو، اگر تم میں کچھ کرنے کا دم خم ہے۔ (چنانچہ انہوں نے ابراہیم کو آگ میں ڈال دیا اور) ہم نے کہا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا، اور ابراہیم کے لئے سلامتی بن جا۔ (سورۃ الانبیاء ۶۸ و ۶۹) غرضیکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔

اس قوم کی بدنصیبی کی حد یہ تھی کہ اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود ایک آدمی بھی ایمان نہیں لایا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق چھوڑ کر ملک شام تشریف لے گئے۔ وہاں سے فلسطین چلے گئے اور

وہیں مستقل قیام فرما کر اسی کو دعوت کا مرکز بنایا۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت سارہ کے ہمراہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی اہلیہ حضرت سارہ کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ اس وقت تک حضرت سارہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ مصر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر فلسطین واپس تشریف لائے۔ حضرت سارہ نے خود حضرت ہاجرہ کا نکاح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کروادیا۔ بڑھاپے میں حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ مکرمہ کے چٹیل میدان میں بیت اللہ کے قریب چھوڑ دیا، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو آپ کے حرمت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں لا بسایا ہے جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی۔ ہمارے پروردگار! (یہ میں نے اس لئے کیا) تاکہ یہ نماز قائم کریں، لہٰذا لوگوں کے دلوں میں ان کے لئے کشش پیدا کردیجئے اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایئے تاکہ وہ شکرگزار بنیں۔ (سورۃ ابراہیم ۳۷) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دل مکہ مکرمہ کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں، چنانچہ ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی ضرور زیارت کرے۔ اور پھلوں کی افراط کا یہ عالم ہے کہ دنیا بھر کے پھل بڑی تعداد میں وہاں موجود ہیں۔

جب کھانے پینے کے لئے کچھ نہ رہا تو حضرت ہاجرہ بے چین ہوکر قریب کی صفا اور مروہ پہاڑیوں پر پانی کی تلاش میں دوڑیں۔ چنانچہ پانی کا چشمہ زمزم جاری ہوا۔ کچھ مدت کے بعد ایک قبیلہ بنو جرہم کا ادھر سے گزر ہوا۔ پانی کی سہولت دیکھ کر انہوں نے حضرت ہاجرہ سے قیام کی اجازت چاہی،

حضرت ہاجرہ نے وہاں قیام کرنے کی اجازت دے دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے (حضرت اسماعیل) کو ذبح کررہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوا کرتا ہے، چنانچہ اللہ کے اس حکم کی تکمیل کے لئے فوراً فلسطین سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: پھر جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کررہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟ جب باپ نے بیٹے کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے تو فرمانبردار بیٹے اسماعیل علیہ السلام کا جواب تھا: ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم دیا جارہا ہے، اسے کرڈالئے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ (سورۃ الصافات ۱۰۲)

اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تاریخ انسانی کا وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جس کا مشاہدہ نہ اس سے پہلے کبھی زمین وآسمان نے کیا، اور نہ اس کے بعد کریں گے۔ اپنے دل کے ٹکڑے کو منہ کے بل زمین پر لٹادیا، چھری تیز کی، آنکھوں پر پٹی باندھی اور اُس وقت تک پوری طاقت سے چھری اپنے بیٹے کے گلے پر چلاتے رہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صدا نہ آگئی۔ اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا، ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (سورۃ الصافات ۱۰۵)۔۔۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کردیا۔ اس واقعہ کے بعد سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا خاص عبادت میں شمار ہوگیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی امت کے لئے بھی ہر سال قربانی نہ صرف مشروع کی گئی، بلکہ اس کو اسلامی شعار بنایا گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں حضور اکرم ﷺ کے طریقہ پر جانوروں کی قربانی کا یہ سلسلہ کل قیامت تک جاری رہے گا ان شاء اللہ۔

اس عظیم امتحان میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ دنیا میں میری عبادت کے لئے گھر تعمیر کرو۔ چنانچہ باپ بیٹے نے مل کر بیت اللہ شریف (خانہ کعبہ) کی تعمیر کی، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: اور اس وقت کا تصور کرو جب ابراہیم بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے، اور اسماعیل بھی (ان کے ساتھ شریک تھے اور دونوں یہ کہتے جاتے تھے کہ:) اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے۔ (سورۃ البقرۃ ۱۲۷)

بیت اللہ کی تعمیر سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ حضرت ابراہیم نے حج کا اعلان کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان نہ صرف اس وقت کے زندہ لوگوں تک پہونچادیا بلکہ عالم ارواح میں تمام روحوں نے بھی یہ آواز سنی، جس شخص کی قسمت میں بیت اللہ کی زیارت لکھی تھی اس نے اس اعلان کے جواب میں لبیک کہا۔ فرمان الٰہی ہے: اور لوگوں میں حج کا اعلان کرو، کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہوکر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں۔ (سورہ الحج ۲۷) دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں عازمین حج' حج کا ترانہ یعنی لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر حج کی ادائیگی کرکے اپنا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانیوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ حج کو اسی لئے عاشقانہ عبادت کہتے ہیں کیونکہ حاجی کے ہر عمل سے وارفتگی اور دیوانگی ٹپکتی ہے۔ حج اس لحاظ سے بڑی نمایاں عبادت ہے کہ یہ بیک وقت روحانی، مالی اور بدنی تینوں پہلوؤں پر مشتمل ہے، یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں ہے۔

مصنف کا تعارف

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کا تعلق سنبھل (یوپی) کے علمی گھرانے سے ہے، ان کے دادا مشہور ومعروف محدث، مقرر اور مجاہد آزادی مولانا محمد اسماعیل سنبھلیؒ تھے، جنہوں نے مختلف اداروں میں تقریباً 17 سال بخاری شریف کا درس دیا، جبکہ ان کے نانا مفتی مشرف حسین سنبھلیؒ تھے جنہوں نے مختلف اداروں میں افتاء کی ذمہ داری نبھانے کے ساتھ ساتھ بخاری واحادیث کی دیگر کتابیں بھی پڑھائیں۔

ڈاکٹر نجیب قاسمی نے ابتدائی تعلیم سنبھل میں ہی حاصل کی چنانچہ مڈل اسکول پاس کرنے کے بعد عربی تعلیم کا آغاز کیا۔ دریں اثناء 1986 میں یوپی بورڈ سے ہائی اسکول بھی پاس کیا۔ 1989 میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے دوران یوپی بورڈ سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان پاس کیا۔ 1994 میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ (نیو دہلی) سے BA (Arabic) کے امتحان میں امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ نیز دہلی کے قیام کے دوران جامعہ ملیہ اسلامیہ سے ترجمہ کے دو کورس کئے، بعدہ دہلی یونیورسٹی سے MA(Arabic) کیا۔

جامعہ ملیہ اسلامیہ (نیو دہلی) کے شعبہ عربی کی جانب سے مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی کو "الجوانب الادبية والبلاغية والجمالية فی الحديث النبوی" یعنی حدیث کے ادبی وبلاغی وجمالی پہلو پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری دسمبر 2014 میں تفویض کی گئی۔ ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی نے پروفیسر ڈاکٹر شفیق احمد خان ندوی سابق صدر شعبہ عربی اور پروفیسر رفیع العماد فینان کی سرپرستی میں عربی زبان میں 480 صفحات پر مشتمل اپنا تحقیقی مقالہ پیش کیا۔

1999 سے 2019 تک ریاض میں برسر روزگار رہے۔ سعودی عرب میں حصول روزگار کے ساتھ ساتھ اردو، انگریزی اور ہندی زبان میں متعدد کتابیں تحریر کیں جن کے مختلف ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد سالوں سے ریاض شہر میں حج تربیتی کیمپ بھی منعقد کر رہے ہیں۔ وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر موصوف کے مضامین اردو اخبارات اور متعدد میگزین میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

موصوف نے اپنے وطن سنبھل میں "النور پبلک اسکول" انگریزی میڈیم اسکول قائم کیا ہے، جس میں عصری علوم کے ساتھ بچوں کی دینی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔

مولانا ڈاکٹر نجیب قاسمی کی ویب سائٹ (www.najeebqasmi.com) کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی ہے، جس کی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) تین زبانوں (اردو، انگریزی اور ہندی) میں ۲۰۱۵ میں لانچ ہوئی، جس میں مختلف اسلامی موضوعات پر مضامین کے ساتھ، کتابیں اور بیانات موجود ہیں۔ مضامین ایپ کا حصہ ہیں، جبکہ کتابیں اور بیانات اختیاری ہیں، آپ انٹرنیٹ کے ذریعہ ڈاؤن لوڈ کر کے ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

زندگی کے مختلف پہلوؤں (ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت) پر مشتمل اردو، انگریزی اور ہندی میں دنیا کی پہلی اسلامی موبائل ایپ (Deen-e-Islam) Android اور iPhone پر مفت ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے مہیا ہے۔ صرف دومنٹ میں اس ایپ کے انسٹال کرنے کے بعد 284 مضامین، 45 کتابیں اور 160 بیانات آپ کے ہاتھ میں ہوں گے، جن سے سفر وحضر میں ہر جگہ استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس ایپ کو ایک مرتبہ انسٹال کرنے کے بعد 21 دینی واصلاحی موضوعات پر مشتمل 284 مضامین سے انٹرنیٹ کے بغیر استفادہ کیا جاسکتا ہے، البتہ بیانات سننے کے لئے انٹرنیٹ درکار ہوگا۔

حج وعمرہ سے متعلق خصوصی ایپ (Hajj-e-Mabroor) بھی تین زبانوں (اردو، انگریزی اور ہندی) میں لانچ کی گئی جس میں حج وعمرہ سے متعلق متعدد کتابیں، 14 بیانات، حج وعمرہ کی ادائیگی کا طریقہ، Presentation، ایک گھنٹے پر مشتمل وقفہ سوال وجواب اور 26 مضامین ہیں، جن سے سفر کے دوران، حتی کہ مکہ مکرمہ، منی، مزدلفہ اور عرفات میں بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ حج وعمرہ سے متعلق یہ تمام مضامین، بیانات اور کتابیں موجودہ زمانہ میں لاکھوں حجاج کی تعداد اور مسجد حرام ومشاعر مقدسہ (منی، مزدلفہ اور عرفات) میں تعمیراتی تبدیلیوں کو سامنے رکھ کر حال ہی میں تحریر کی گئی ہیں۔ غرضیکہ اس ایپ کے ذریعہ عازمین حج عصر حاضر میں حج وعمرہ کی ادائیگی کے لئے صحیح رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندوپاک کے مشاہیر علماء اور مستند دینی اداروں نے دونوں ایپس کی تائید میں خطوط تحریر فرما کر عوام وخواص سے ان دونوں ایپس سے فائدہ اٹھانے کی اپیل کی ہے۔

(پیش کردہ: محمد سلیم بن مولانا محمد شمیم قاسمی)

AUTHOR'S BOOKS

IN URDU LANGUAGE:

حج مبرور، مختصرحج مبرور، حی علی الصلاۃ، عمرہ کا طریقہ، تحفۂ رمضان، معلومات قرآن، اصلاحی مضامین جلد ۱،
اصلاحی مضامین جلد ۲، قرآن وحدیث: شریعت کے دو اہم ماخذ، سیرت النبی ﷺ کے چند پہلو،
زکوٰۃ وصدقات کے مسائل، فیملی مسائل، حقوق انسان اور معاملات، تاریخ کی چند اہم شخصیات، علم وذکر

IN ENGLISH LANGUAGE:

Quran & Hadith - Main Sources of Islamic Ideology
Diverse Aspects of Seerat-un-Nabi
Come to Prayer, Come to Success
Ramadan - A Gift from the Creator
Guidance Regarding Zakat & Sadaqaat
A Concise Hajj Guide
Hajj & Umrah Guide
How to perform Umrah?
Family Affairs in the Light of Quran & Hadith
Rights of People & their Dealings
Important Persons & Places in the History
An Anthology of Reformative Essays
Knowledge and Remembrance

IN HINDI LANGUAGE:

क़ुरान और हदीस - इस्लामी आइडयोलॉजी के मैन सोर्स
सीरतुन नबी के मुख़्तलफि पहलू
नमाज़ के लिए आओ, सफलता के लिए आओ
रमज़ान - अल्लाह का एक उपहार
ज़कात और सदक़ात के बारे में गाइडेंस
हज और उमराह गाइड
मुख़्तसर हज्जे मबरूर
उमरह का तरीका
पारविारकि मामले कुरान और हदीस की रोशनी में
लोगों के अधकिार और उनके मामलात
महत्वपूर्ण वयक्ति और स्थान
सुधारात्मक निबंध का एक संकलन
इल्म और जिक्र

First Islamic Mobile Apps of the world in 3 languages
(Urdu, Eng.& Hindi) in iPhone & Android by Dr. Mohammad Najeeb Qasmi

DEEN-E-ISLAM HAJJ-E-MABROOR